رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸۱

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی عثمانیہ

شرح چندہ
سالانہ ...... ؁
ششماہی ...... ؁
سہ ماہی ...... ۱۱؍

شرح چندہ
سالانہ ...... ؁
ششماہی ...... ؁
سہ ماہی ...... ۱۱؍

قیمت فی پرچہ (۲؍)

قیمت پرانا پرچہ ۴؍

جلد ۵ | ۲۴ خورداد ۱۳۵۴ف | ۱۵ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ | ۲۸ اپریل ۱۹۴۵ء شنبہ | نمبر (۲)

ہندوستان اور سان فرانسسکو

کیا آزادی ہند کا مسئلہ زیر بحث آئے گا؟

۲۵ اپریل کو امن عالم کے قیام کے لئے سان فرانسسکو کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ آزاد اور خود مختار قومیں دنیا کے مستقبل پر غور کرنے کے لئے یہاں جمع ہوں گی۔ ایک نئے نظام عالم کا خاکہ یہاں تیار ہوگا۔ نو آبادیات کے نمائندے لندن میں جمع ہوئے اور برطانوی مندوبین کے ساتھ ایک مشترکہ پالیسی کی تشکیل پر غور کیا گیا۔

ہندوستان کی نمائندگی وائسرائے کی کونسل کے ارکان سر فیروز خاں نون اور سر راما سوامی مدلیار کر رہے ہیں۔ گورنر جنرل کی کونسل ملک معظم کی حکومت کی ایک ماتحت ایجنسی ہے جو ہندوستان پر حکومت کرتی ہے۔ ہندوستان کی نمائندگی کے لئے بھی ان دونوں کو منتخب کیا گیا ہے وہ ایک ایسی حکومت کے ارکان ہیں جو مرکزی اسمبلی میں بارہا شکست کھا چکی ہے یہ ارکان بجز اپنے کسی دوسرے کی نمائندگی نہیں کرتے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ اصحاب ہندوستان کی نمائندگی کریں گے لیکن جس ہندوستان کی وہ نمائندگی کریں گے وہ آزاد اور خود مختار نہیں ہے بلکہ وہ ایک ایسا ہندوستان ہے جو سلطنت برطانیہ کا جزو بنا کر رکھا گیا ہے۔ جہاں حکمرانوں نے جس آزادی کا بھی وعدہ کیا ہے وہ شرمندہ تعبیر نہیں ہوئی۔ جب سے انگلستان نے آزاد اور خود مختار حیثیت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جنگ اب قریب ختم ہے لیکن موعودہ آزادی ابھی تک ایک سراب معلوم ہوتی ہے جو تا حال ہندوستان کی نمائندگی کے لئے منتخب کئے گئے ہیں وہ حکومت کے ملازم ہیں۔ انہیں ملک معظم کی حکومت سے ہدایات ملیں گی۔ ہندوستان کو ایسے اہم بین الاقوامی اجتماع کے موقع پر خود اپنے منتخب کردہ نمائندے روانہ کرنے کے حق سے محروم رکھا گیا۔ پہلی عالمگیر جنگ کے بعد کا واقعہ حیرت انگیز طور پر اپنے آپ کو پھر دہرا رہا ہے۔

مرکزی اسمبلی میں متعدد بار اس کی کوشش کی گئی کہ حکومت ہند ہندوستان کی نمائندگی کے مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے ایک دن مقرر کرے۔ لیکن ایسے اہم موضوع پر ایوان کو اظہار رائے کا موقع نہیں دیا گیا اور ساری کوششیں رائیگاں گئیں حکومت ہند اپنی ہٹ پر قائم رہی۔

کونسل آف اسٹیٹ میں جناب [illegible] کی اکثریت سے ہندوستان کی نمائندگی کے مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے ایک دن مقرر کیا گیا۔ اس مسئلہ پر مباحثہ ہوا۔ قرارداد کی تائید میں (۱۰) اور مخالفت میں (۲۶) آرا تھے۔ اس طرح قرارداد مسترد ہوئی جن لوگوں نے مخالفت میں رائے دی وہ سب کے سب نامزد ارکان تھے۔ اور یہ جمہوریت کی دنیا میں پھیل گئی کہ ہندوستان ایوان بالا ہندوستان کے نمائندوں کی تائید کرتا ہے۔ مگر اس سے بہت لوگ دھوکا نہیں کھا سکتے۔

مرکزی اسمبلی میں اکثر مقررین نے فینانس بل پر تقریر کرتے ہوئے اس مسئلہ کی جانب اشارہ کیا اور اس بات کو بالکل واضح کر دیا کہ فینانس بل کو مسترد کرنے کی اصل وجہ ہندوستان کی نمائندگی کا مسئلہ تھا۔

ہندوستان جو کچھ چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ موجودہ نمائندے سان فرانسسکو کانفرنس میں ہندوستان کی آزادی اور خود مختارانہ حیثیت کے مسئلہ کو اٹھائیں۔ یہ امر بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ ملک اس سے کم کسی چیز پر راضی نہ ہوگا۔ قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں متنبہ کیا ہے کہ ملک مکمل آزادی سے کم کوئی چیز قبول نہیں کرے گا۔ اور اگر موجودہ نمائندے کوئی پابندی قبول کریں تو ہندوستان اس کو تسلیم نہیں کرے گا۔

گزشتہ جنگ عظیم کے بعد جمعیت اقوام کے اجلاسوں میں جو کچھ وقوع پذیر ہوا اس کا ہندوستان کو کافی اور تلخ تجربہ ہے۔ ہندوستان کی آزادی کے مسئلہ کو اس بنا پر اٹھانے سے روک دیا گیا تھا کہ یہ "ہندوستان اور برطانیہ کا گھریلو مسئلہ ہے"۔ اس مرتبہ سان فرانسسکو میں تین دول عظمیٰ — روس، امریکہ اور برطانیہ — شریک ہوں گے۔ اندیشہ یہ ہے کہ یہ تین بڑی طاقتیں ایشیا اور افریقہ کو اپنے حلقہ اثر میں منقسم کریں گے۔ یہ دول عظمیٰ ان ملکوں کے داخلی معاملات میں مداخلت کرنے میں پس و پیش نہیں کریں گے جو ان کے حلقہ اثر میں آئیں گی۔ نہ صرف یہی بلکہ وہ کمزور ملکوں کی خود مختاری کو گھٹا دیں گے۔ ہندوستان کی آزادی جیسے سوالات کو اس عذر کی بنا پر ممکن ہے اٹھانے سے باز رکھا جائے کہ یہ برطانیہ اور ہندوستان

(۲۶

مملکت ہفتہ وار

جلد ۵	۲۴ خورداد ۱۳۵۵ف	نمبر ۲

نواب عقیل جنگ مرحوم

نواب عقیل جنگ کے اچانک انتقال نے حیدرآباد کی اجتماعی زندگی سے ایک ایسی ہستی کو اٹھا لیا جو ہر طبقہ اور ہر فرقہ میں مقبول تھی۔ نواب صاحب مرحوم بڑے وسیع تجربہ اور معلومات کے انسان تھے۔ شان و شوکت یا نام و نمود سے ان کی زندگی کوسوں دور تھی۔ اخلاق اور مروت ان کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ حیدرآباد کی روایات کا بڑا احترام فرماتے تھے۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ حضرت بندگان اقدس کے خصوصی اعتماد کے حامل تھے۔ نواب صاحب مرحوم نے مختلف حیثیتوں سے ملک و مالک کی جو خدمات انجام دی ہیں ان سے ہر شخص واقف ہے۔ لیکن شاید کم لوگ اس حقیقت سے واقف ہوں گے کہ اہم امور سلطنت میں نواب صاحب مرحوم بڑی صاحب رائے سمجھے جاتے تھے اور مقتدر حلقوں میں مرحوم کی رائے کو بڑی وقعت دی جاتی تھی۔ کبر سنی اور علالت کی وجہ سے نواب صاحب مرحوم نے گزشتہ دس پندرہ سال کے وصہ میں کئی مرتبہ حضرت بندگان اقدس سے معروضہ کیا تھا کہ انہیں خدمت سے سبکدوش فرمایا جائے لیکن حضرت بندگان عالی نے اپنے اس معتمد علیہ خادم کو سبکدوش فرمانے میں ہمیشہ تامل فرمایا چنانچہ انتقال کے وقت بھی نواب صاحب مرحوم باب حکومت کے رکن اختصاصی اور نائب صدر اعظم تھے۔

ہم نواب صاحب کے انتقال پر اپنے رنج و ملال اور مرحوم کے پسماندگان سے اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا نواب صاحب مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

دارالسلطنت کا بلدی نظم و نسق

باب حکومت کی سفارش پر حضرت بندگان اقدس نے براہ خسروانہ حیدرآباد کے بہتر بلدی نظم و نسق کے مسئلہ پر غور کرنے اور تجاویز پیش کرنے کے لئے باب حکومت کی ایک ذیلی کمیٹی کے قیام کی منظوری صادر فرمائی جو صدر المہام بہادر مال، صدر المہام بہادر تعمیرات، اور صدر المہام بہادر طبابت پر مشتمل ہے۔ اس کمیٹی کے قیام کے بعد نواب معین نواز جنگ بہادر نے بلدی نظم و نسق سے متعلق ایک یادداشت مرتب کی جس پر غور کرنے کے لئے محکمہ بلدیہ میں ابھی حال میں ایک جلسہ راجہ دھرم کرن بہادر کی صدارت میں منعقد ہوا تھا جس میں آنریبل مسٹر گرگس اور آنریبل نواب زین یار جنگ بہادر اور متعدد دیگر محکموں کے نمائندے شریک تھے۔ اس جلسہ میں شہر کی بے ترتیب توسیع نیز شہر اور اس کے متعلقہ علاقوں کی حکومت مقامی کی سرگرمیوں میں ربط پیدا کرنے کے مسائل زیر غور تھے۔

یہ واقعہ ہے کہ شہر حیدرآباد اپنے بلدی حدود سے بہت آگے نکل گیا ہے اور متعدد ایسے نئے محلے پیدا ہو گئے ہیں جو شہر حیدرآباد کا جزو ہونے کے باوجود بلدی حدود سے باہر ہیں۔ آنریبل مسٹر گرگس اور نواب معین نواز جنگ بہادر نے اس سوال کو بہت پر وقت اٹھایا ہے کہ کیا بلدی حدود میں ان جدید محلوں کو شامل کر لیا جائے یا جدید متعلقہ علاقوں کی بلدیات قائم کی جائیں جیسا کہ جوبلی ہل والوں نے اپنی ایک علحدہ بلدیہ قائم کر لی ہے۔ اول الذکر صورت اختیار کرنے میں یہ دشواری ہے کہ نئے وسیع رقبہ کے بلدی فرائض کا انصرام ایک مرکزی بلدیہ کے لئے شاید ناقابل برداشت ہو جائے۔ اور اگر موخر الذکر صورت اختیار کی جائے تو یہ اندیشہ ہے کہ مختلف بلدیات کے مساعی باہم دگر متصادم ہوں اور اخراجات میں بھی غیر معمولی اضافہ ہو جائے۔ ایک تیسری صورت یہ ہو سکتی تھی کہ مختلف بلدیات میں ربط و توازن پیدا کرنے کے لئے ایک اعلی ترین مجلس تشکیل دی جائے اور تقسیم کار کے اصول پر عمل پیرائی ہو۔ اگر ہم نے حکومت کے منشاء کو صحیح طور پر سمجھا ہے تو حکومت نے تیسری صورت اختیار کرنے کا تصفیہ کیا ہے۔ ہم حکومت کے اقدام کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ نظم مابعد جنگ کے منصوبوں میں اس جدید اسکیم کو بھی ایک اہم مقام دیا جائے گا۔

ان مسائل پر غور و خوض کرنے اور اپنی رائے پیش کرنے کے لئے حکومت نے جو کمیٹی مقرر کی ہے اس میں صرف تین غیر سرکاری اصحاب شریک کئے گئے ہیں۔ ہماری رائے میں غیر سرکاری ارکان کی یہ تعداد ناکافی ہے۔ اگر اس تعداد میں اضافہ کیا جائے تو مناسب اور مفید ہوگا۔

اس اسکیم کو روبعمل لانے کے لئے بہت بڑی رقم درکار ہوگی۔ ممالک محروسہ کے باہر پبلک کی فلاح و بہبود کے کاموں میں شہر کے متمول اصحاب آگے بڑھتے ہیں اور اپنے حب وطن کا ثبوت دیتے ہیں۔ امریکہ میں راک فلر کی فیاضی ضرب المثل بن ہوئی ہے۔ برطانوی ہند سے اس کی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ ہمارے شہر میں بھی متمول افراد کی کمی نہیں۔ نواب سالار جنگ بہادر، راجہ پنا لال پتی، خان بہادر احمد نواز جنگ، سیٹھ سری کشن سکھ، دیوان خان صاحب عبدالکریم بابو خاں، سیٹھ گنگا بخش موہن لال، نواب داود جنگ بہادر، رائے صاحب پنا لال لاہوتی اور اسی قبیل کے متعدد اصحاب ایسے ہیں جو اگر چاہیں تو اس غرض کے لئے ایک یا دو کروڑ روپے بآسانی جمع کر سکتے ہیں۔ ان کے عطایا کے صلہ میں شہر کی سڑکیں یا پارکیں ان کے نام سے موسوم کی جا سکتی ہیں۔ ہم ان حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ آسائش عامہ کی خاطر اس شہر کی بہتری کے لئے اپنی فیاضی دکھائیں جس میں رہ کر انھوں نے کروڑوں کمائے ہیں۔

ایک قابل تقلید مثال

جماعت اتحاد و ترقی کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ مولوی میر اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر سابق صدر دکن عامہ کے اس عمل کی توثیق کرتا ہے کہ صاحب موصوف نے کل ہند مجلس دستور ساز کی رکنیت کو جو جناب علامہ مشرقی قائد خاکسار ان پیش کی گئی تھی قبول کرنے سے معذرت خواہی کی۔ معزز

بکی سو بیل جماعت [illegible] ترقی [illegible]
عمل کے میں [illegible] ہے کہ حیدرآباد کی [illegible]
معاملوں کو برطانوی ہند کی ماتحتی سے
سے حتی الامکان دور رہنا چاہیے [illegible]
جماعت علامہ مشرقی خاکسار پارٹی
ہے کہ موصوف نے میر اکبر علی خاں صاحب
بیرسٹر کو دعوت اشتراک دی۔

قرارداد بالا میں جماعت اتحاد و ترقی نے حیدرآباد کی پبلک زندگی کے ایک بہت صحت بخش اصول کو دہرا کر ہمیں [illegible] ڈال کر ہمارے ہاں پبلک کارکنوں نے حیدرآباد کی سیاسیات کو غیر ضروری پیچیدگیوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ ہمارے مسائل برطانوی ہند کے مسائل سے بالکل مختلف ہیں۔ پہلا فرق یہ ہے کہ یہاں ہندو مسلم تعلقات برادرانہ اور خوشگوار ہیں۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ حیدرآباد کا بادشاہ حیدرآباد کے لئے غیر نہیں ہے۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ اصطلاحی اعتبار سے گو حیدرآباد کی حکومت جمہوری حکومت نہ ہو لیکن عملاً اور معناً وہ جمہوریت کی فلاح و بہبود میں کوشاں ہے اور گزشتہ چند سال سے حکومت کا عمل رہا ہے کہ جملہ اہم امور تک غیر سرکاری عناصر سے رسمی یا غیر رسمی طور پر مشورہ کر لیا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں پبلک کارکنوں کو مسائل ملک میں بہ نسبت برطانوی ہند کے زیادہ دخل ہے۔ چوتھا اور اہم فرق یہ ہے کہ راعی اور رعایا کا مفاد ایک ہے۔ ایسی کوئی صورت ہمارے ذہن میں نہیں آ سکتی کہ رعایا کا نقصان کرنے یا رعایا کو تکلیف دینے میں بادشاہ یا حکومت کا کوئی فائدہ مضمر ہو۔ برطانوی ہند کی حالت اس ملک کی حد تک جدا ہے۔ جب ان دو ملکوں کے مسائل اور ان کی نوعیت اتنی مختلف ہو تو ہمارے پبلک کارکنوں کا برطانوی ہند کے سیاسی اداروں سے ربط پیدا کرنا دانشمندی نہیں۔ ہم مولوی اکبر علی خاں صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انھوں نے علامہ مشرقی کی دعوت قبول کرنے سے معذرت خواہی کی اور دیگر پبلک کارکنوں کے لئے ایک قابل تقلید مثال پیش کی۔

لندن ٹائمز کے خصوصی نامہ نگار کی سپرو تجاویز پر تنقید

لندن۔ ۱۰ اپریل۔ دی ڈیلی ٹائمز کا خصوصی نامہ نگار مقیم ہند لکھتا ہے کہ سر تیج بہادر سپرو نے جو تجاویز [illegible] حکومت [illegible] میں انھوں نے کانگریس کی ستائش کی ہے۔ [illegible] ظاہر ہے کہ ان کی مصالحتی کمیٹی کے سنجیدہ غور و فکر کا نتیجہ نہیں ہے لیکن [illegible] سیاسی حلقوں میں [illegible] کو تشبیہ [illegible] ایک [illegible] سمجھا جاتا ہے اور اس کی عملی طور پر کوئی اس دستاویز کی سی اہمیت نہیں دی جائے گی۔

اس سلسلہ میں جو تبصرے کئے جا رہے ہیں ان میں سب سے زیادہ [illegible] تبصرہ یہ ہے کہ گو اس کمیٹی کو کانگریسی جماعت کو خوش کرنے کے لئے بہت طویل راستہ اختیار کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود وہ مسلمانوں کو کسی طرح خوش نہ کر سکی۔ ممکن ہے کہ پاکستان کے مطالبہ سے مسٹر جناح مسلمانوں کی ضروریات کو بہت بڑھا چڑھا کر بتلا رہے ہوں ایک اقلیتی فرقہ کے لیڈر کی حیثیت سے۔ بہرحال یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اپنے اس مطالبہ میں حق بجانب نہیں ہیں انہیں ایسے ہی مطالبات کرنا چاہئے۔ مزید یہ کہ جب تک اصولی بنیادوں پر مختلف جماعتوں کے مابین کوئی مصالحت نہ ہو جائے۔ اس وقت تک اس کا امکان نہیں ہے کہ کوئی خاص تبدیلی ہو سکے اس لئے ان کو اپنے مطالبات اسی طرح پیش کرنا چاہئے۔ سپرو کمیٹی نے اس حقیقت کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا کہ اس اسکیم میں جن حکومتوں کا دستور بتلایا گیا ہے اس لحاظ سے دستوری تبدیلیاں اور اقتدار کی منتقلی لازمی ہے اور اس صورت میں اس سے مرکز میں ایک ایسی حکومت قائم ہوگی جو مقننہ کے آگے جواب دہ ہوگی جس میں ہندو اکثریت ہے۔ وہ سیاستدان تک بھی جو پاکستان کو تارپیڈو ہوتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں اس کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس اسکیم میں مسلمان یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مسلمانوں کا مستقبل محفوظ نہیں ہے۔

شاید اس طرح جو چیز مسٹر گاندھی کے متعلق اطمینان کے ساتھ کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ کسی طرح سمجھوتہ کے لئے تیار ہو کر کوئی ایسی چیز نہ کریں جو ان کے بہت درست قبل منصوبوں کو ختم کر دے کہ ہمیں اقتدار کا حامل بنا دے۔

غیر متعلق مبصرین کی سپرو کمیٹی کے متعلق رائے یہ ہے کہ وہ حکومت سے اس کو مطالبہ کر رہی ہے کہ وہ کانگریسی جماعت کی جانب کسی طرح مائل ہو کر اس جماعت کو کانگریس کے لئے کچھ تعمیری کام انجام دینے کا موقع مل سکے دوسری جانب اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس سے ایسے حالات پیدا ہوں گے جن کے نتیجے کے طور پر حکومت اور مسلمانوں میں تنازعہ پیدا ہو جائے گا۔ (امر خصوصی)

نواب سر عقیل جنگ مرحوم

باب حکومت کی تعزیتی قرارداد

نواب سر عقیل جنگ مرحوم کے انتقال پر ملال پر [illegible] کے اعتراف میں صدر باب حکومت نے [illegible] قرارداد منظور کی ہے وہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

قرارداد بعد منظوری بندگان عالی حسب الحکم صدر اعظم باب حکومت جریدہ غیر معمولی میں شائع ہوئی ہے:

کونسل آنریبل نواب سر عقیل جنگ کے دنیائے فانی سے انتقال کو ایک سانحہ عظیم تصور کرتی ہے۔ مرحوم کا تعلق ملازمت سرکار عالی سے ۴۰ سال سے زائد رہا ہے جس کے دوران میں انھوں نے مختلف خدمات دوم تعلقداری اول تعلقداری صوبہ داری رکنیت کونسل صدر المہامی پائیگاہ رکنیت [illegible] اور نیابت صدارت عظمیٰ کو نہایت قابلیت و جانفشانی کے ساتھ تا دم آخر انجام دیا۔

سر عقیل کی رحلت سے ارکان باب حکومت نے ایک ایسے رفیق کو کھو دیا جن کو وہ بہت عزیز رکھتے تھے اور جن کے اخلاق و مدبرانہ مشوروں کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

کونسل اس موقع پر مرحوم کے فرزند اکبر سید تقی بلگرامی اور دیگر پسماندگان کے ساتھ ان کے اس ناقابل تلافی نقصان کے لئے اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

کونسل نے بطور اظہار تعزیت اپنے اجلاس کو اس قرارداد کے منظور کرنے کے بعد ملتوی کر دیا۔

روس اور جاپان کے معاہدہ کی تنسیخ

مشرق بعید میں سوویت کی پالیسی

۵ اپریل ۱۹۴۵ء کو سوویت روس نے غیر جانبداری کے اس معاہدے کو توڑ دینے کا اعلان کیا جو اپریل ۱۹۴۱ء میں روس اور جاپان کے درمیان ہوا تھا۔ اس معاہدے کی منسوخی سے ایشیا کی جنگ اور دنیا کے آئندہ امن پر کیا اثر پڑے گا؟ قیاس آرائیاں شروع ہو گئی ہیں۔

روس اور جاپان نے یہ معاہدہ پانچ سال کے لئے کیا تھا اس کی میعاد اپریل ۱۹۴۶ء میں ختم ہو گی۔ معاہدے کی دفعہ ۳ میں یہ شرط درج ہے کہ اگر فریقین میں سے کسی ایک کو معاہدے کی تجدید منظور نہ ہو تو وہ میعاد ختم ہونے سے ایک سال پہلے فریق ثانی کو اطلاع دے سکتا ہے کہ مجھے معاہدے کی تجدید منظور نہیں ہے لہذا پانچ سال کی میعاد گزرنے پر معاہدہ کو منسوخ سمجھا جائے۔

سوویت یونین کے اس رویے سے ایشیا کی جنگ پر فیصلہ کن اثر پڑے گا۔ سوویت یونین کے جنگ میں شریک ہونے کی وجہ سے یورپ کے حالات میں جو انقلابی تبدیلیاں ہوئیں ان سے سب لوگ واقف ہیں۔ سرخ فوج نے ہٹلر کو شکست دے کر یورپ کے محکوم ملکوں میں جنگ آزادی کی لہر دوڑا دی۔ وہاں کی جمہوری تحریکوں کو ابھرنے کا موقع دیا اور ہٹلر سے لڑنے کی قوت بخشی۔ سوویت یونین ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ تہران کانفرنس اور یالٹا کانفرنس میں چرچل روزویلٹ یہ عہد کرنے پر مجبور ہوئے کہ یورپ کے آزاد ملکوں کو پورا اختیار ہو گا کہ وہ اپنے مستقبل کا فیصلہ آپ کریں۔

سوویت کے اس فیصلے کا جو اثر ایشیا کی سیاست پر پڑے گا اس کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ مشرق بعید میں سوویت یونین کی پالیسی اب تک کیا تھی۔ سوویت یونین ابتدا ہی سے جاپانی شہنشاہیت کا جانی دشمن ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے چین اور منگولیا کی جمہوری تحریکوں کی ہمیشہ مدد کی ہے۔ سوویت یونین اچھی طرح جانتا ہے کہ جاپانی فاشزم کو تباہ کئے بغیر ایشیا میں امن اور سلامتی ناممکن ہے۔ لیکن یہ جانتے ہوئے اس نے جاپان سے غیر جانبداری کا معاہدہ کیوں کیا تھا؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ اپریل ۱۹۴۱ء میں سوویت یونین کو معلوم ہو چکا تھا کہ ہٹلر عنقریب سوویت یونین پر حملہ کرنے والا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ہٹلر یورپ کی پوری فوجی طاقت سمیت حملہ کرے گا جس کا مقابلہ کرنے کے لئے اور ہٹلر کو ہرانے کے لئے سوویت کو اپنی طاقت صرف کرنی پڑے گی۔ اسی خیال سے سوویت نے جاپان سے غیر جانبداری کا معاہدہ کر لیا۔

لیکن جاپان اس معاہدے پر کیوں راضی ہوا؟ وہ تو محوری اتحاد کا رکن تھا! اس نے تو کمیونزم کے انسداد کے لئے ہٹلر اور مسولینی سے معاہدہ کر لیا تھا۔ ہٹلر کی بھی یہی خواہش تھی کہ جاپان اور جرمنی ایک وقت سوویت روس پر حملہ کریں۔ ان تمام باتوں کے باوجود جاپان نے سوویت یونین سے غیر جانب داری کا معاہدہ کیوں کیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری سامراجی طاقتوں کی طرح جاپانی سامراج کا بھی جنگ کا اپنا ایک منصوبہ ہے اس منصوبے کے مطابق اس کا پروگرام یہ تھا کہ پہلے بحرالکاہل پر اقتدار حاصل کیا جائے اس کے بعد ساری دنیا پر۔ اس جنگی منصوبے کا خاکہ سب سے پہلے جاپان کے وزیر اعظم جنرل تناکا نے ۱۹۲۷ء میں شہنشاہ جاپان کے روبرو پیش کیا تھا یہ بعد میں تناکا میمورینڈم کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کتاب کو سب سے پہلے سوویت یونین ہی کے اخباروں نے طشت از بام کیا تھا۔ تناکا میمورینڈم میں کہا گیا تھا کہ مشرق بعید کے اہم فوجی مرکز اور نوآبادیات مثلاً ہانگ کانگ، سنگاپور، جاوا اور ہند چینی وغیرہ برطانوی اور امریکی سامراجیوں کے قبضے میں ہیں لیکن جاپان ابھی اتنا مضبوط نہیں ہوا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ کا مقابلہ کر سکے ان طاقتوں سے جاپان کو فی الحال کوئی سیاسی خطرہ بھی نہیں ہے۔ مگر ایشیا کے براعظم پر دو ایسی طاقتیں ابھر رہی ہیں جو جاپانی شہنشاہیت کی جانی دشمن ہیں۔ ایک سوویت یونین کی کمیونسٹ جمہوریت اور دوسرے چین کی انقلابی تحریک آزادی۔ تناکا کا کہنا تھا کہ ہمیں سب سے پہلے ان دونوں طاقتوں پر حملہ کرنا چاہئے۔ اس میں ہمیں برطانیہ اور امریکہ کے شہنشاہیت پسندوں سے بھی مدد ملے گی جو سوویت یونین کے پوری طرح [illegible] کو ختم کر جانے کے بعد جنوبی بحرالکاہل کے برطانوی اور امریکی مقبوضات برما اور ہندوستان کو بھی ختم کیا جائے اور اس کے بعد ساری دنیا کو۔

تناکا کے فوجی منصوبے کی تفصیل یہ تھی کہ پہلے چین کی قومی تحریک میں پھوٹ ڈالی جائے (چنانچہ ۱۹۲۷ء میں جاپانی اس میں کامیاب ہوئے) اس کے بعد منچوریا پر قبضہ کر لیا جائے، پھر منگولیا کو ہتھیاتے ہوئے سنکیانگ تک پہنچا جائے تاکہ چین اور سوویت یونین کے درمیان آنے جانے کا راستہ بند ہو جائے۔ چین اور سوویت کی آمد و رفت کی راہ بند کر کے چین پر حملہ کیا جائے۔ چین کی دولت سے فائدہ اٹھا کر سوویت یونین پر حملہ کیا جائے اور اس کے بعد برطانوی اور امریکی مقبوضات پر۔

جاپان نے ۱۹۳۱ء میں منچوریا پر قبضہ کر لیا۔ برطانیہ اور امریکہ کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اس کے بعد جاپان نے منگولیا سے جنگ کا آغاز کیا لیکن وہاں سوویت کی حکمت عملی کے باعث منہ کی کھانی پڑی۔ ادھر سے ناکام ہو کر اس نے چین پر حملہ کیا لیکن ۱۹۳۷ء کا چین ۱۹۲۷ء کا چین نہ تھا۔ ۱۹۳۶ء میں چینی کمیونسٹ پارٹی کی کوشش سے چینی قوم کا متحدہ محاذ بن چکا تھا اور چیانگ کائی شک یہ سمجھ چکے تھے کہ وہ چینی کمیونسٹوں سے لڑنے کے بجائے جاپانی حملہ آوروں سے لڑیں گے۔ جاپان کو شروع شروع میں تو کامیابی ہوئی لیکن جوں جوں جاپانی فوجیں چین کے اندرونی علاقے میں گھستی گئیں ان کی دشواری بڑھتی گئی۔ اس وقت اکیلا سوویت یونین ہی تھا جس نے چین کی مدد کی چنانچہ چینی امن کمیٹی کے صدر سون فو نے نومبر ۱۹۳۸ء میں اخبار نویسوں کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ چین کو جتنی مدد ہمیں سوویت یونین سے ملی ہے اتنی کسی دوسرے ذریعے سے نہیں۔ [illegible] ولیم چیانگ کائی شک نے ایک مضمون میں یہ شکایت کی تھی کہ برطانیہ اور امریکہ سے لاکھوں ٹن لوہا، تیل وغیرہ اور سامان جنگ جاپان بھیجا جاتا ہے اور یہ تمام چیزیں چینی سپاہیوں کے خلاف استعمال ہوتی ہیں۔ جب لیگ اقوام میں جاپان کے خلاف مشترکہ اقدام کی جو تجویز پیش کی گئی برطانیہ نے اسے بھی دبا دیا۔

۱۹۳۸ء اور ۱۹۳۹ء میں جاپانیوں نے سوویت یونین سے بھی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ چنانچہ چانگ کو فینگ اور خلخین گول کے مقامات پر ۱۹۳۸ء اور ۱۹۳۹ء میں باقاعدہ لڑائیاں ہوئیں۔ جب خلخین گول کی لڑائی میں تو جاپانیوں نے سرخ فوج پر ساٹھ ہزار فوج، کئی سو ٹینک اور ایک ہزار ہوائی جہازوں سے حملہ کیا تھا۔ لڑائی ڈھائی مہینے تک جاری رہی اور جاپانیوں کو بری طرح شکست ہوئی۔ جاپان کے یہ حملے امتحان کے طور پر تھے۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ مشرق بعید میں سوویت یونین کی فوجی طاقت کتنی ہے اسے جلد ہی معلوم ہو گیا کہ سوویت یونین سے ٹکر لینا آسان نہیں ہے۔ اسی بنا پر اس نے اپریل ۱۹۴۱ء میں سوویت سے غیر جانبداری کا معاہدہ کر لیا لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ جاپان نے سوویت پر قبضہ کرنے کا خیال ترک کر دیا۔ وہ ہمیشہ موقع کی تاک میں رہا۔ جس طرح ہٹلر نے سوویت یونین سے غیر جانبداری کا معاہدہ کرنے کے باوجود ۱۹۴۱ء میں موقع پاتے ہی سوویت پر حملہ کر دیا تھا اسی طرح جاپان کا بھی ارادہ تھا کہ پہلے بحرالکاہل کے برطانوی اور امریکی مقبوضات پر قبضہ کر لیا جائے اس درمیان میں سوویت یونین کی فوجی طاقت بھی کمزور ہو چکی ہو گی۔ اس وقت [illegible]

[illegible]

اردو زبان کے متعلق مولانا حسین احمد صاحب کے خیالات

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر جمعیت علمائے ہند سے گورکھپور میں اردو زبان کے سلسلے میں چند سوالات کئے گئے تھے۔ حضرت مولانا نے جو جوابات دیئے وہ حسب ذیل ہیں:-

سوالات

(۱) کانگریس کے چند ذمہ داروں کی کھلی ہوئی اردو دشمنی کے متعلق آپ کی کیا تجویز ہے؟

(۲) پرشوتم داس ٹنڈن نے جو ہندی ساہتیہ سمیلن کے صدر بھی ہیں سوراج کو ہندی زبان سے متعلق کیا ہے اور آل انڈیا ہندی پرشٹ کا افتتاح کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہندی قومیت ہے۔ قومیت کانگریس ہے اور کانگریس سوراج ہے۔ (دیکھئے ۲۰ جون ۴۵ء)

۳. اردو کا شرعی درجہ کیا ہے اور کیوں؟

۴. آپ کا عقیدہ ہے کہ ہندوستان کی آزادی کے لئے متحدہ قومیت ضروری ہے تو کیا متحدہ زبان کی ضرورت نہیں ہے اور کیا اردو ہندوستان کی عام زبان نہیں ہے۔

۵. ہندوستان کی عام زبان کیا ہے اور کانگریس نے زبان کے مسئلے میں کس زبان کی قرارداد منظور کی ہے اور اس پر اب تک کیا عمل کیا گیا ہے۔

۶. برطانوی ہند میں اردو یونیورسٹی کی تجویز زیر غور ہے آپ کی رائے میں ذریعہ تعلیم اپنی زبان ہو تو اس کے نتائج کیا ہوں گے؟

۷. رسم الخط کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے ہندی یا اردو؟

۸. گاندھی جی کی ہندستانی کیا ہے۔

جوابات

اردو زبان نہ تو مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے اور نہ ان کی سیاسی زبان ہے۔ مسلمانوں کی مذہبی زبان عربی ہے اور سیاسی زبان اخیر زمانہ حکومت اسلامیہ تک فارسی رہی۔ اردو زبان ہندستان ہی میں پیدا ہوئی جس کا منشا ہندوستان کے باشندوں کو ایک زبان پر متفق کرنا تھا۔ جس کا سہرا سلاطین مغلیہ بالخصوص شہنشاہ اکبر کے سر پر ہے۔ اردو نے مقبولیت عامہ حاصل کی اور باوجود اس کے کہ بنانے اور پالنے والوں کا سیاسی اقتدار ختم ہو گیا۔ مگر یہ زبان روزافزوں ترقی کرتی رہی۔ آج نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بیرون ہندوستان، افغانستان، ایران، عراق، شام، فلسطین، عرب، مصر، الجیریا، ٹیونس، برما، تبت، چین، جاپان، جاوا، فلپائن، امریکہ، آسٹریلیا، ایسٹ افریقہ، ساؤتھ افریقہ، جزائر ہند چینی وغیرہ کے بڑے بڑے شہروں میں اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

ہندوستان کے مختلف صوبوں کے چھوٹے بڑے شہروں اور دیہات، قصبات میں بھی اس زبان کا کم و بیش فروغ اور اقتدار ہے۔ اس لئے یہی زبان اس کی اہلیت رکھتی ہے کہ اس کو تمام ہندستان کی مشترکہ زبان قرار دیا جائے۔ یہی زبان شمالی ہند یوپی، پنجاب، بہار وغیرہ کے عام حصوں کے باشندے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان استعمال کرتے ہیں۔ اس کی ترقی کے لئے کوشش کرنا حق بجانب ہے مگر اس میں توسط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ افراط اور تفریط ہر دو میں خرابیاں پیدا کرتا ہے۔ مسلمانوں کو اس قدر غلو کرنا کہ وہ آزادی کی اشد ضروری چیز کو پس پشت ڈال دیں اور غلامی پر قناعت کرتے ہوئے دن رات اسی فکر میں لگے رہیں کہ اردو کی محافظت کی جائے، اسی کو ترقی دی جائے اسی کے لئے ہر وقت جنگ و جدل کیا جائے، آزادی کی مساعی سے تو بھی برتی جائے، ہمارے نزدیک یہ غلامی کے تلخ نتائج ہیں اور غلط کاری ہے جس طرح یہاں سنسکرت کی غلط تو غلامانہ ذہنیت کے نتائج ہیں۔ مسلمانوں نے جبکہ اپنی مذہبی اور سیاسی زبان چھوڑ دی اور اجنبی زبان اختیار کر لی تو خواہ وہ اردو ہو یا ہندی یا سنسکرت ہو، ترکی یا پشتو گورمکھی یا تامل یا بنگلہ یا انگریزی یا فرانسیسی یا چینی یا جاپانی ان کے حق میں سب برابر ہیں ؎

تو ز بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا

آسمان سے بادۂ گلفام گر برسا کرے

مندرجہ بالا تمہید کے بعد جوابات مندرجہ ذیل ملاحظہ ہوں:

(۱) جس شخص کے بھی اردو دشمنی میں اپنے آپ کو سرگرم رکھا ہو وہ کسی کا ذمہ دار ہے خواہ وہ کانگریسی ہو یا ہندو مہاسبھائی یا وہ مسلم لیگی ہو کوئی اور ہو وہ بھی غلامانہ ذہنیت کا اسی طرح شکار ہے جس طرح اردو کی رو میں ہو اور افراط کرنے والا۔

(۲) پرشوتم داس ٹنڈن کے متعلق مذکورہ بالا کے الفاظ اگر صحیح ہوں اور ان سے مراد وہی ہو جو سمجھا جاتا ہے تو وہ بھی اس کے اندر غلامانہ ذہنیت ڈوائڈ اینڈ رول کے شکار ہیں۔

(۳) اردو جبکہ شرعی زبان نہیں تو اس کا درجہ بھی وہی ہوگا جو کہ دنیا کی اور زبانوں کا۔

۴. تمہید میں اس کا جواب گزر چکا ہے۔

۵. ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں اور یوپی، پنجاب، بہار وغیرہ کے عام حصوں میں یہ شرف اردو کو عام طور پر حاصل ہے۔ کانگریس نے ہندوستانی کو عام زبان تسلیم کیا ہے اور ہندستانی سے وہ زبان مراد ہے جو عام طور پر حضرت مولانا ابوالکلام آزاد صدر کانگریس نے دہلی کے اجلاس کانگریس میں ایک قرارداد کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے فرمایا تھا کہ "ہندوستانی زبان سے کانگریس کی مراد وہ زبان ہے جو عام طریقے سے شمالی ہندستان (یوپی، پنجاب وغیرہ) میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اور اس مفہوم پر ورکنگ کمیٹی کی جانب سے ایک ریزولیوشن کی شکل میں اس کے اجلاس تک پیش کیا گیا تھا۔ مگر اس کی تحریک سردار ولبھ بھائی پٹیل نے کی تھی۔ کانگریس اسی ریزولیوشن پر قائم ہے۔ اہل فرض اس کے نیچے اور اس شامل کر کے غلط بیان کر رہے ہیں۔

۶. بہت اچھی تجویز ہے۔ ذریعہ تعلیم اپنی زبان ہو تو طلبہ کو آسانی ہوگی اور علوم میں جلد مہارت پیدا ہوگی۔

۷. رسم الخط کے متعلق میں ہر گز ہیں اپنا فیصلہ کرچکا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

۸. یہ سوال گاندھی جی سے پوچھنا چاہئے۔ میں نے تو جب بھی ان کو بولتے ہوئے سنا نہایت صاف اردو میں تقریر کرتے تھے۔ (انقلاب بمبئی)

زبان کا معاملہ کونسل آف اسٹیٹ میں

۲۳ مارچ کو دہلی میں کونسل آف اسٹیٹ میں مسٹر ... نے ایک ریزولیوشن پیش کیا جس میں یہ مطالبہ ... تھا کہ پنجاب اور پشاور کے آل انڈیا ریڈیو اسٹیشنوں سے ... اور دوسری چیزیں ہندی میں بھی نشر ہوا کریں۔ ان اسٹیشنوں سے ہندی کو مناسب وقت دیا جائے۔

... پنجاب اور پشاور کو ہندوستانی ... موقع دیا جاتا ... ہندوستانی ... پنجاب کے عوام ... اردو ... ہندی ... کا ذکر ... اردو ہی ... ہے۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

کسی انگریزی اخبار نے ابھی تک یہ کہنے کی جرأت نہیں کی کہ اس مسئلہ سے حق خود ارادیت نامنظور کیا ہے۔ البتہ کسی کو یہ بات تعجب کی ہے کہ حیدرآباد کی معاہدے کی مدتیں ختم ہو گئیں اور یہ تو مسلمہ قوم اور اس کے حق ہی ہیں۔ (قومی جنگ)

از رحمت کا یہ سوال:—

حضرت کے مطلوبات قاضی محمد حسین صاحب کو دوا کی ضرورت کب سے ہوگی؟

مولوی ابو الحسن سید علی صاحب نے سید کمیٹی کی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ:—

تمہاری کمیٹی کی رپورٹ مجموعی طور پر کو تمام نہیں ہے۔

کاش کہ ایسا ہی ہوتا! لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ مجموعی رپورٹ میں کم از کم وعدہ تو کیا گیا ہے کہ ریاست اسٹیٹ ہند کے معاہدات کا احترام کیا جائے گا اور اگر معاہدات کی تعبیر و اطلاق میں اختلاف ہو تو آزاد ثالثی قائم کی جائے گی۔ اور یہی وہ شرائط ہیں جو ہم سید کمیٹی میں تلاش کر رہے ہیں۔

تکمہ مندی حکومت بہار کا ایک مددگار آج دفتر میں کام پر آتے وقت سادی اوڑھ ہوا دکھائی دیا۔ جب استفسار کیا گیا تو اس نے پارچہ کی قلت کا ذکر کیا اور کہا کہ اس کے پاس کوئی دھوتی باقی نہیں رہی۔ (ایسوسی ایٹڈ پریس)

اس خبر پر جب تکلف احباب کی محفل میں تو تبصرے ہونے لگے تو

ایک دوست نے کہا — وہ کمی کہ اس جگہ سے

سیل ازمائش سے جا رہی

لکن اس وقت مرت کی دلیل

ہے کہ رہ گئے ہیں۔

دوسرا دوست — خبر رساں ایجنسی نے یہ نہیں بتایا کہ پنڈت جی کس علاقہ میں گئے!

تیسرا دوست — جہاں دھوتیوں کی کمی ہے!

ساڑیاں ابھی جاری ہیں لیکن

جہاں ساڑیوں کی کمی ہے وہاں

کیا ہوگا!

ریاست کوچین میں سرکاری ملازمین کی بیویوں کو مجلس وضع قوانین کے انتخابات میں حصہ لینے سے روک دیا گیا ہے۔ (ایک خبر)

حکم کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملازمین سرکار کی بیویاں سیاسیات میں حصہ نہ لیں۔ اگر یہ تعبیر صحیح ہے تو ایسے حکم کی حیدرآباد میں بھی ضرورت ہے۔ (نوٹ) یہاں سیاسیات کو لفظ نظری معنوں میں نہیں بلکہ عملی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

بلدہ حیدرآباد کی دودھ کی فراہمی میں دو ہزار پونڈ یومیہ اضافہ ہو جائے گا۔ حکومت سرکار عالی نے ایک ڈیری فارم بمقام چرودیں قائم کرنے کی تجویز منظور کی ہے۔ یہ فارم امداد باہمی کے طریق پر قائم ہوگا۔ (ایک خبر)

جن حضرات کو اس تجویز سے اختلاف ہو یا جو تحریک امداد باہمی کے مخالف ہوں وہ اپنے اختلافات فوراً دفتر "پیام" پر روانہ کر دیں جو آج کل سرمایہ داروں کا پناہ گاہ بنا ہوا ہے۔

پشاور میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی نے کہا کہ:—

پارلیمانی سرگرمیوں میں کوئی بات معیوب نہیں۔ اگر ہم مرکز میں عہدے قبول کرنے جا رہے ہیں تو اختیارات محدود بھی کیوں نہ ہوں۔

ع۔ دل پر داغ کوئے ملامت کو جائے ہے

ایک دوست — جنگ تو ختم ہوتی نظر آ رہی ہے لیکن لے آئیں گے کیا

تسلیم ہوتا نظر نہیں آتا۔

دوسرا دوست — یہ اس لئے کہ ملک نے اونچی سے عظیم اتحاد جنگ کا کام لیا جاتا ہے۔

جلسہ میلاد میں مسٹر مخدوم محی الدین (کمیونسٹ) ... سیل ناؤن دکن سے نمائندہ نوجوانوں سے خصوصاً پر جوش اپیل کی کہ وہ مجلس اتحاد المسلمین سے اپنے آپ کو وابستہ کریں۔ (دکن نیوز)

لیکن کیا صاحب موصوف کو یہ وابستگی حاصل ہے؟ (صبح دکن)

معاصر "صبح دکن" کا یہ سوال نا واقفیت پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔ کونسا ادارہ ہے جس سے موصوف یا دوسرے کمیونسٹوں کو وابستگی حاصل نہیں۔ ہر ادارہ میں پچھلے دروازے سے گھس کر اس میں انتشار پیدا کرنا، خانگی گفتگو میں مذہب کا مذاق اڑانا اور میلاد کے جلسوں میں تقریر کر کے مسلمانوں کو مغالطہ دینا یہ تو کمیونسٹوں کا محبوب مشغلہ ہے۔ وقت جا لگ آئندہ ہر ایک کانگریس اور اتحاد المسلمین کے مقاصد — جن میں بعد المشرقین ہے — حمایت کی مجبوری نہیں تو شبہہ ضرور ہے۔

ریاست کوچین میں ملازم سرکار کی بیوی کا ... اور قرابت داران بھی ایسے ہیں جن پر حسب دستور پابندی عائد ہوتی ہے کہ وہ سیاسیات میں حصہ نہ لیں۔ (مشیر دکن)

معاصر "مشیر دکن" نے یقین دلایا تھا کہ اگر بڑی اور چھوٹی ریاستوں میں کامل طور پر جزوی ذمہ دارانہ حکومت نافذ ہے۔ ریاست کوچین کی اس خبر کے بعد ہمیں یقین ہو گیا کہ اس ترقی پسند ریاست میں ذمہ دارانہ حکومت اس قدر ترقی کر گئی ہے کہ افراد حکومت کے ساتھ ان کی بیویاں بھی ذمہ دار ہیں۔

گلبرگہ کی ایک اطلاع ہے کہ:—

راجہ نارائن لال پتی نے آرین سمیلن گلبرگہ میں تقریر کرتے ہوئے اکثریت سے پابندیاں اٹھا لینے کی اپیل کی۔

ہماری رائے میں ابھی ایسی پابندیاں ضروری ہیں کیونکہ ان کھاڑوں میں اہنسا کے اصول پر لٹھ اور جتھا استعمال کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

سپرو کمیٹی کے خفیہ راز

مہاسبھائیوں نے پہلے مسودے کو بدلوا دیا

اپریل کے پہلے ہفتے میں سرتیج بہادر سپرو کے زیر اہتمام دہلی میں جو سیاسی ناٹک کھیلا گیا اس کی تفصیلات اخباروں میں چھپ چکی ہیں لیکن اس ناٹک میں حصہ لینے والے دیگر اداکاروں نے پردے کے پیچھے جو روپ بھرے اس کا حال بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ اب ہمارے نامہ نگار نے دہلی سے اس پس پردہ کارروائی کی جو رپورٹ بھیجی ہے اس سے ان کلاکاروں کے خدوخال صاف نظر آنے لگتے ہیں جو "غیر جانبداری اور منصف مزاجی" کا سوانگ بھر کر "واقعات ٹھیک ٹھیک جانچ کرنے" اور "ٹوٹے دلوں کو جوڑنے" کے لئے ملک کے سیاسی اسٹیج پر آئے تھے لیکن قومی اختلافات کی خلیج کو اور بھی وسیع کر گئے۔

جس وقت سپرو کمیٹی کے ارکان رزولیشن کے مسودے پر غور کرنے بیٹھے تو ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ مسٹر منشا سکرٹری سپرو کمیٹی کے منہ سے دوران مباحثہ میں کہیں یہ بات بھی نکل گئی کہ [illegible] کا مسودہ تو ایک ممتاز کانگریسی رہنما نے تیار کیا ہے۔ بس پھر کیا تھا حاضرین میں کھلبلی مچ گئی اور کمرے کا درجۂ حرارت کئی سو ڈگری بڑھ گیا۔ ڈاکٹر جیکر نے آگ بگولا ہو کر پوچھا کہ ان کا نگریسی بزرگ کو مسودہ بنانے کی اجازت کس نے دی تھی جب کہ وہ کمیٹی کے رکن بھی نہیں ہیں۔ سرتیج بہادر سپرو سے جب اس آئینی سوال کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو انھوں نے کہا کہ اچھا صاحب ہم اس مسودے کو مسترد کرتے ہیں۔ چنانچہ نیا مسودہ بنانے کا کام سر [illegible] کرشنن وائس چانسلر ہندو یونیورسٹی بنارس کے سپرد ہوا۔

دونوں مسودوں کا فرق

پہلے مسودے کی ایک نقل مل گئی ہے اگر اس مسودے کا مقابلہ اس رزولیوشن سے کیا جائے جو سپرو کمیٹی کی طرف سے بعد میں شائع ہوا ہے تو بنیادی مسائل کی حد تک دونوں کی سفارشیں یکساں ہیں۔ دونوں پاکستان کو مسلمانوں کے حق خود ارادیت کی حیثیت سے نامنظور کرتے ہیں۔ دونوں فیڈریشن (وفاق) اور صوبائی خود مختاری کی تائید کرتے ہیں۔ دونوں [illegible] اختیارات وفاقی وحدتوں کو سونپتے ہیں لیکن انہیں علیحدہ ہونے کا حق نہیں دیتے۔ دونوں کا مشورہ ہے کہ اگر اس بنیاد پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں سمجھوتہ نہ ہو سکے تو پھر ملک معظم کی حکومت انہیں سفارشات کی بنا پر ہندوستان کا دستور اساسی مرتب کرے۔

لیکن پہلے مسودے میں کچھ ایسی چیزیں بھی تھیں جن سے ڈاکٹر جیکر کی مہاسبھائی ذہنیت کو بڑا دکھ ہوا تھا اور انہیں چیزوں کو بعد میں مہاسبھا کے دباؤ سے بدلا گیا ہے۔ مثلاً

۱۔ پہلے مسودے میں مسلمانوں پر مخلوط انتخاب نہیں ٹھونسا گیا تھا۔ نہ تو مجلس دستور ساز کے لئے یہ شرط تھی اور نہ مرکزی اسمبلی کے لئے۔

۲۔ پہلے مسودے میں مرکزی مجلس ([illegible]) اسمبلی اور مجلس دستور ساز میں مسلمانوں کو ہندوؤں کے برابر (اچھوتوں، شیڈیولڈ کاسٹ [illegible]) نمائندگی کا حق دیا گیا تھا وہ غیر مشروط تھا۔ لیکن دوسرے مسودے میں یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ برابری کا یہ حق مخلوط انتخاب ہی کی صورت میں مل سکتا ہے۔

۳۔ مجلس دستور ساز کی نشستوں کی تقسیم بھی پہلے مسودے میں زیادہ منصفانہ طور پر کی گئی تھی۔

	پہلے مسودے کی تجویز	دوسرے مسودے کی تجویز
ہندو	۴۰	[illegible]
مسلمان	۴۰	[illegible]
اچھوت	۲۰	۲۰
دوسری جماعتیں	[illegible]	[illegible]
	۱۰۰	۱۰۰

پہلے مسودے میں یہ وضاحت بھی تھی کہ مجوزہ مرکزی حکومت پر کسی [illegible] فرقے کا غلبہ نہ ہو کوئی [illegible] بڑھا تو حکومت کا نامزد کردہ [illegible]۔

۴۔ پہلے مسودے میں یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ مرکزی اسمبلی میں وفاقی وحدتوں کے نمائندے مساوی تعداد میں شریک ہوں گے اور [illegible] مسودے میں یہ تجویز بھی سرے سے اڑا دی گئی ہے۔ حالانکہ پہلے مسودے میں مسلمانوں کے حق خود ارادیت سے انکار کیا گیا تھا لیکن اس بات کو تو ضرور ملحوظ رکھا گیا تھا کہ مرکز میں ہندوؤں کی مستقل اور غالب اکثریت صوبائی خود مختاری کو ناکام نہ کرنے پائے۔ دوسرے مسودے میں یہ بھی باقی نہ رہا۔

سچ تو یہ ہے کہ سپرو کمیٹی کے اکثر ممبروں کے سیاسی عقائد لوگوں کو پہلے ہی سے معلوم تھے۔ ذرا دیکھئے کہ سرتیج بہادر سپرو نے جن [illegible] تھیں ان کو دعوت دی تھی وہ تقسیم ہند اور حق خود ارادیت کے مسئلہ پر لیگ کے دوسرے مطالبات کے [illegible] کے [illegible] دو ایماندار ممبروں نے واقعات کی ٹھیک ٹھیک جانچ کرنے کی کوشش بھی کی تو مہاسبھائی اکثریت نے انہیں ڈانٹ دیا۔

۵۔ اپریل کو کمیٹی کے روزنامہ [illegible] نے ڈاکٹر [illegible] کا ایک ادارتی [illegible] شائع کیا۔ ڈاکٹر ستھانی اور سر جوگی سوری نے سپرو کمیٹی کی [illegible] پر "پاکستان کے معاشی پہلو" کے بارے میں ایک رپورٹ پیش کی تھی۔ اس ادارے کو چھپنا تھا کہ ڈاکٹر منشی کی [illegible] شروع ہو گئی۔ ان سے جواب طلب کیا گیا۔ ڈاکٹر ستھانی نے کہا کہ اعداد و شمار سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اگر وفاقی اور معاشی تعمیر کی حد تک پاکستان اور ہندوستان کے درمیان باقاعدہ اشتراک عمل ہو تو پاکستان معاشی اعتبار سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ غالباً سر تیج اس [illegible] سے خوش نہیں ہوئے۔ چنانچہ انھوں نے پوچھا کہ کیا اس کمیٹی کے تیسرے ممبر [illegible] بھی [illegible] سے متفق ہیں؟ ڈاکٹر ستھانی نے کہا مجھے نہیں معلوم کیونکہ مسٹر [illegible] نے اب تک [illegible] نہیں بھیجی ہے۔ [illegible] کہ مرکز کمیٹی [illegible] کیا وہ پاکستان کے مستقبل [illegible] کے لئے سرتیج [illegible] یہ سوال اٹھایا تھا کہ مرکز کے ذریعہ اس کمیٹی کی [illegible] کے مشوروں کو رد کر دیا جائے۔

مباحثے کے دوران میں سر جگدیش پرشاد نے ڈاکٹر ستھانی پر فقرہ کسا کہ بمبئی والے صنعت و حرفت پر بھی کنٹرول چاہتے ہیں در اصل یہ لوگ [illegible] ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر ستھانی نے جواب دیا۔ جگدیش پرشاد کی معقول [illegible] نہ کی گئی تو ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ [illegible] لیکن ریلوے پر بھی تو سرکاری کنٹرول ہے پھر اس کی حالت کون بہتر ہے۔ جگدیش پرشاد نے پھر پوچھا۔ ستھانی نے جواب دیا لیکن [illegible] یہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے۔

پاکستان کے بارے میں مسلمانوں کی [illegible] دو [illegible] تھیں جس وقت سپرو [illegible]

کاشتکاروں کی دلچسپی کے چند مسائل

حکم نگرانی اجناس خوردنی کا خلاصہ

اس حکم کا تعلق افراد ذیل سے ہے۔

الف۔ تمام دیگر بیوپاری جو دھان چاول گیہوں (بشمول آٹا، میدہ، روا، سوجی) وغیرہ، جوار، باجرہ، چنا، بمع اقسام، مونگ اور دیگر چھوٹے دانے والی جنس، مسور، تور، بجرا، لوبیا، کلاتھ، دوڑ، بٹانا اور ان کی دال اور مکئی کا بیوپار کرتے ہیں۔

ب۔ تمام کاشتکار جو مالگزاری یکصد سو یا اس سے زائد زر مالگزاری ادا کرتے ہیں۔

ج۔ تمام اشخاص جن کے قبضہ میں کوئی ایک جنس یا ایک سے زائد اجناس خوردنی بحیثیت مجموعی ۱۰ من سے زائد مقدار میں موجود ہوں۔

۲۔ ایسے اشخاص کو حکم دیا جاتا ہے کہ اضلاع اور تعلقات میں تحصیلدار صاحبان سے بلدہ حیدرآباد میں ناظم صاحب راشن بندی سے اجازت نامے حاصل کریں اور ان کے شرائط کی پابندی کریں۔ ان شرائط کے لحاظ سے تھوک فروش اس کے پابند ہیں کہ روزمرہ حسابات آمد و خرچ غلہ کا رجسٹر مرتب رکھیں اور ہر ہفتہ اور ہر ماہ کے اختتام پر حسب نمونہ مقررہ ذخائر اجناس خوردنی کا گوشوارہ روانہ کریں۔ بڑے کاشتکاروں پر روزانہ حسابات کا رجسٹر رکھنے کی ذمہ داری نہیں ہے لیکن ذخائر کا گوشوارہ ہر ماہ روانہ کرنا لازمی ہے۔ چلر فروش کے لئے اس حکم کے تحت حسابات رکھنے یا گوشوارہ جات روانہ کرنے کا لزوم نہیں ہے۔

۳۔ ایک مقررہ نمونہ کی درخواست پیش کرنے پر اجازت نامہ بلا اخذ فیس عطا کیا جائے گا۔

۴۔ اجازت نامہ حاصل کرنے یا حاصل کرکے اس کے شرائط کی پابندی نہ کرنے کی سزا تین سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکیں گی۔ اور وہ اجناس بھی بحق سرکار ضبط کر لی جائیں گی جن کے متعلق حکم ہذا کی خلاف ورزی ہوئی ہو۔

۵۔ اس حکم کے مقاصد یہ ہیں۔

الف۔ اجناس خوردنی کی مقدار ان کے کل ذخائر اور ان کی نقل و حرکت سے متعلق صحیح اور تازہ معلومات حاصل کرنا۔

ب۔ یہ معلوم کرنا کہ غلہ کے تاجروں میں نیک نیت کون ہے یا سٹہ باز یا نفع اندوز کون۔ یہ حکم ہندوستان کے اکثر صوبوں میں نافذ ہے اور اس کی بدولت حکومتیں اس قابل ہوئی ہیں کہ اجناس خوردنی کی مصنوعی قلت کا مقابلہ کر سکیں۔

حکم فراہمی مواد ذخائر اجناس خوردنی کا خلاصہ

(۱) اس حکم کا تعلق ان تمام افراد و اداروں سے ہے جن کے قبضہ میں دھان، چاول، جوار، باجرہ، گیہوں، مکئی، چنا، دالیں اور چھوٹے دانے والی اجناس میں سے کوئی ایک جنس یا ایک سے زائد اجناس بحیثیت مجموعی دس من یا اس سے زائد مقدار تک موجود ہوں۔ صرف تھوک فروش جو حکم نشان (۵) سنہ ۱۳۵۲ف کے تحت اجازت یافتہ ہوتے ہیں اور غلہ کے روزمرہ حسابات باضابطہ رکھنے کے علاوہ ہفتہ وار اور ماہانہ گوشوارہ جات ذخائر روانہ کرتے ہیں اس حکم کے اثرات سے مستثنیٰ ہیں۔ دیگر اشخاص خواہ وہ کاشتکار ہوں یا چلر فروش یا خوش باش ان سے حکم ہذا متعلق ہے۔ اشخاص کی طرح اداروں سے بھی یہ حکم متعلق ہے مثلاً ہوٹل، طعام خانے، ریسٹورنٹ وغیرہ۔

(۲) حکم ہے کہ اشخاص مذکورہ صدر پر لازم ہوگا کہ بہ تفصیل ذیل ایک مختصر پرچہ ان کے مقبوضہ اجناس خوردنی کی مقدار کی تحریری اطلاع اردو یا مقامی زبان میں ماہ بہمن کی ۱۵ تاریخ تک بلدہ حیدرآباد میں ناظم صاحب راشن بندی کو اور اضلاع و تعلقات میں تحصیلداران صاحبان تعلقات کو اور مواضعات و قصبہ جات میں پٹیل و پٹواری کو دیں۔

(۳) ایسی اطلاع روانہ کرنے کے بعد اگر اشخاص مذکورہ صدر کے قبضہ میں کوئی ایک جنس یا ایک سے زائد اجناس بحیثیت مجموعی دس من سے زائد مقدار میں ہوں وارد آئیں تو ان پر لازم ہوگا کہ اس واقعہ کی تحریری اطلاع ۴۸ گھنٹوں کے اندر متعلقہ عہدہ داروں کو دیں۔

(۴) اس حکم کی خلاف ورزی کی سزا تین سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکیں گی اور وہ اجناس بھی ضبط کئے جائیں گے جن کے متعلق خلاف ورزی ہوئی ہو۔

رقبہ کاشت شدہ اور پیداوار کے متعلق حکومت کے خیال صحیح اطلاعات بہم پہنچانے کی اہمیت

یہ دیکھا جا رہا ہے کہ کاشتکار اپنی پیداوار رقبہ کاشت شدہ کی صحیح اطلاع پٹیل پٹواریوں یا دیگر عہدیداران حکومت کو نہیں دیا کرتے۔ جب ان سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ اپنے رقبہ اور پیداوار کو گھٹا کر بتاتے ہیں۔ ان غلط اطلاعات کی بنا پر حکومت سرکار عالی یہ فرض کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ ملک میں غذا کی کمی ہے اور اس تصور کے تحت زیادہ سے زیادہ مقدار میں غلہ فراہم کرنے کی کوشش کرتی ہے نیز اپنے احکام کی تکمیل نہ ہونے پر تشدد کرتی ہے۔ اگر حکومت کو رقبہ کاشت شدہ اور پیداوار کا صحیح علم ہو تو اتنی سختی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ رقبہ کاشت شدہ اور پیداوار کے متعلق حکومت کو صحیح اطلاعات بہم پہنچانے میں خود کاشتکاروں کا فائدہ ہے۔

غیر غذائی اجناس کی کاشت کو گھٹانے کے فوائد

(۱) غیر غذائی فصلوں کے کاشتکاروں اور بیوپاریوں کو ان کی پیداوار کی خرید و فروخت یا حمل و نقل میں حکومت کوئی سہولت زیادہ نہیں دے سکے گی۔ کپاس کی قیمت گھٹتی جا رہی ہے اس لئے اس کی کاشت فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔

۲۔ غذائی اجناس کی کاشت کے لئے حکومت اچھی کھاد، اچھے تخم اور تقاوی دے گی۔

۳۔ غذائی اجناس کی کاشت کرکے کاشتکار اپنی جملہ ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔

۴۔ جس زمین پر منظورہ غذائی اجناس کے بجائے غیر غذائی اجناس کی کاشت ہوگی تو اس پر عائد ہونے والی مالگزاری سے تین گنا زیادہ وصول کیا جائے گا۔ اضلاع تلنگانہ کی حد تک اعلان نشان ۱۰ مورخہ یکم بہمن سنہ ۱۳۵۵ف نافذ کیا گیا ہے۔

نشاء اور تفصیلات کی تفہیم (جس کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے)

اعلان نشان ۱۰ مورخہ یکم بہمن سنہ ۱۳۵۵ف کے ذریعہ حکومت سرکار عالی نے دھان کے جملہ کاشتکاروں کو حکم دیا ہے کہ اگر وہ اپنی پیداوار فروخت کریں تو بجز حیدرآباد گرین کارپوریشن کے کسی اور کے ہاتھ فروخت نہ کریں۔ نشاء یہ ہے کہ چاول کی موجودہ قلت کے مد نظر جو کچھ پیداوار کی گئی ہو وہ کھلے بازار میں نہ بکنے پائے اور حکومت اس قابل ہو سکے کہ کارپوریشن کے توسط سے ساکنین کی غذائی ضروریات کی حتی الامکان سربراہی کرے۔ اس اسکیم سے کاشتکاروں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی غرض سے سرکار عالی نے طے فرمایا ہے کہ کاشتکار کو دھان یا چاول کی قیمت اس اعلیٰ شرح سے ادا کی جائے جو اعلان نشان (۴۳) بابت ۱۳۵۵ف میں مقرر ہے۔ کارپوریشن کے ایجنٹ تمام مواضعات میں پہنچے ہوئے ہیں اور رعایت سے خرید کر کے قیمت ادا کرتے ہیں۔ ایک ہی موضع میں رہنے والے اشخاص کی حقیقی ضروریات خوراک و تخم کے لئے خرید و فروخت کو جائز رکھا گیا ہے نیز جو واجبی ذاتی مزدوری کی تحت کے صلہ میں دھان یا چاول کی ادائی بھی روا رکھا گیا ہے۔ کاشتکاروں کو ایسا دھان کے تحت

سپرو کمیٹی کے خفیہ راز

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۰)

تو سر چند ٹھ پر شاہ نے نوٹ کر کے پاکستان پر وقت خراب کرنے سے کیا فائدہ اس کے بجائے کسی معقول اور عملی تجویز پر کیوں نہ غور کیا جائے جیسے چودا جانی یا قانت تجارہ

مسٹر ایس ایم جوشی نے جو کل ہند ٹریڈ یونین کانگریس کے جنرل سکرٹری اور مزدوروں کے مشہور لیڈر ہیں کہا کہ ہو خواہ یہ ملا جلی حکومت کے دور سے ہیں مسلم لیگ۔ پٹے مطالبہ پاکستان سے ہرگز دستبردار نہیں ہوگی لہٰذا ہمیں کوئی ایسی تجویز پیش کرنی چاہئے جو مطالبہ پاکستان کو ایک حد تک پورا کرتی ہو۔ ورنہ اس فرسودہ تجویز سے کیا فائدہ جسے مسلمان فوراً مسترد کر دیں گے۔

فروری میں ہوئی مودی نے بھی یہی بات کہی تھی۔

اس وقت تو اسے ٹال دیا گیا تھا لیکن اب پانی سر سے اونچا ہو جاتا تھا چنانچہ ڈاکٹر جیکر کو غصہ آگیا اور انہوں نے کہا مسلمان کل ۲۵ فیصدی ہیں لیکن ان کا مطالبہ ۵۰ فیصدی کا ہے۔ یہ کیا لغویت ہے۔ ہم جتنا ان کے ساتھ رعایت کرتے ہیں اتنا ہی یہ سر پر چڑھے جاتے ہیں لیکن اب ہمیں صاف صاف کہہ دینا چاہئے۔ رعایتوں کی بھی آخر ایک حد ہوتی ہے۔

جوشی نے کہا لیکن اگر ہم نے کوئی ایسا ہی فارمولا بنایا جسے مسلم لیگ یقینی طور سے نامنظور کرے گی تو پھر اس کمیٹی کو تصفیاتی کمیٹی کہنے سے کیا فائدہ؟

جیکر نے گرج کر کہا۔ کون کہتا ہے کہ یہ مصالحتی کمیٹی ہے ہم یہاں دو فریقوں میں مصالحت کرانے نہیں آئے ہیں بلکہ اپنی ایک نئی تجویز تیار کرنے آئے ہیں۔ مسٹر چند جا سبھائی لیڈر نے بھی جیکر کی ہاں میں ہاں ملائی۔

آخر کافی بحث مباحثے کے بعد سر راد ہا کرشن کا مسودہ منظوری کے لئے پیش ہوا۔ مسٹر جوشی نے کہا کہ مجھے اس ریزولیوشن سے اتفاق نہیں ہے۔ لہٰذا میری انکاری یادداشت بھی اس میں شامل کی جائے۔

مسٹر گوپال سوامی آئینگر نے کہا کہ تجویز متفق رائے سے منظور ہو۔ مسٹر جوشی نے جواب دیا کہ میں اس کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں ہندوستان کے اتحاد کے خلاف نہیں ہوں۔ لیکن ہمیں کوئی ایسی تجویز پیش کرنی چاہئے جو مسلم لیگ کے لئے قابل قبول ہو۔

سر دست گھبرا گئے۔ مسٹر جوشی کو ڈانٹ کر کہنے لگے میں جانتا ہوں۔ جیسے تم ذکر کرتے رہتے ہیں۔ ان مزدور لیڈروں کو جتنے سازش ہیں ناکام [illegible] کی کیا ضرورت ہے۔

میں وقت انہوں نے کہنے [illegible] جب تجویز پیش ہوئی تو کمیٹی کے ایک ممبر مسٹر [illegible] شان کم ہونے کے ڈر سے کہا کہ یہ تجویز منظور نہیں لہٰذا میں اپنی انکاری یادداشت پیش کروں گا۔ سپرو نے جواب دیا کہ انکاری یادداشت ہرگز نہیں ہونی چاہئے بلکہ ہر تجویز اتفاق رائے سے منظور ہو۔

مسٹر جوشی بولے۔ یہ نہیں ہو سکتا میں کمیٹی کی رائے سے متفق نہیں ہوں۔ اس لئے مجھے تو اپنی مخالف رائے کا اظہار کرنا پڑے گا۔

سر تیج بہادر سپرو نے ایک پنشن یافتہ مسلمان کلکٹر صاحب کو بھی پکڑ لائے تھے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ کمیٹی میں ایک مسلمان بھی نہ تھا موصوف کا نام ہی نکش ہے آپ نے مسٹر جوشی کو جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں آپ کو یقین دلاؤں کہ مسلم لیگ ہماری سمجھاوٹ کو مان لے گی تب بھی آپ پاکستان کے بارے میں اپنی رائے پر اڑے رہیں گے؟ مسٹر جوشی نے جواب دیا کہ یہ میری ذاتی رائے ہے جس پر تک بلا اس بات کے سمجھا سکتے ہوں کہ آیا کوئی پارٹی میری ہم خیال ہے یا نہیں۔

سر تیج بہادر سپرو مسٹر جوشی کو مخاطب کرتے ہوئے بولے میں مسلمانوں کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ بہت سے مسلمان میرے دوست ہیں مگر لیگ ہی تو مسلمانوں کی واحد جماعت نہیں ہے میں مومنوں سے خاکساروں سے مسلم مجلس کے لیڈروں سے غرض مختلف مسلم جماعتوں سے ملا ہوں۔ ان کی یادداشتیں دیکھئے یہ جماعتیں پاکستان ہی کی مخالف نہیں ہیں۔ .... بلکہ مخلوط انتخاب کی حامی بھی ہیں۔ لاہور کے مسلمانوں کی اکثریت بھی پاکستان کے خلاف ہے۔

مصالحتی کمیٹی کے اس رہنما کی کو تمہی اور غلط بیانی حیرت انگیز ہے۔ جن چودہ جماعتوں نے یادداشتیں بھیجی ہیں ان میں سے مجلس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

لیکن ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مومن مجلس نے جو یادداشت بھیجی ہے اس تک کو پاکستان کی مخالفت کی گئی ہے لیکن مسلمانوں کے اکثریت کے علاقوں کو حق خود اختیاریت مان لیا گیا ہے اور اس کو ہندو مسلم سمجھوتے کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ اس یادداشت کے بارے میں ہم قومی جنگ کی آئندہ اشاعت میں روشنی ڈالیں گے۔ سپرو کمیٹی نے اس یادداشت کو نہ شائع کیا ہے اور نہ اس کا اعتراف کیا ہے۔ ان ۳۰ افراد میں سے جنہوں نے سوالناموں کا جواب دیا ہے صرف سات مسلمان ہیں اور ان میں سے بھی صرف تین ایسے ہیں جن کو سیاسی دنیا کے لوگ تھوڑا بہت جانتے ہیں ان میں سے دو مسلمانوں نے ڈاکٹر عبداللطیف اور سر عبدالحلیم غزنوی نے ایک ایسے دستور کی تجویز کی ہے جس میں مسلمان علاقوں کو حق خود اختیاری حاصل ہو۔

سر تیج بہادر سپرو کو اتنی عقل تو شاید اللہ نے دی ہے کہ وہ سمجھیں کہ ان کی سمجھوتہ کو مسلمانوں کوئی ذمہ دار جماعت خواہ وہ لیگ ہو یا کوئی دوسری جماعت منظور نہیں کرے گی۔ انہیں [illegible] ... چاہتے کہ وہ گاندھی جی اور راجہ جی کے نام سے کوئی ایسی بات ڈال دے جس میں حق خود اختیاری کو ان کا حق ہے۔ سپرو کمیٹی نے اپنی سفارشات کو شائع کرنے اور دنیا کو بتانے میں جو عجلت اپنی مستعدی اور پھرتی دکھائی ہے کیا اس میں کچھ لندن کو بھی دخل تھا؟

(نامہ نگار قومی جنگ)

اعلان

محکمہ صدر ناظم و مہتمم سرکار عالی شعبہ رسد

نشان اشتہار

حسب الحکم عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی

مورخہ [illegible] خورداد

۱۔ بنفاذ ان اختیارات کے جو تحت قاعدہ ۹۶ ب قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی بابت ۱۳۵۱ف حضور صدر اعظم بہادر با جلاس باب حکومت کو حاصل ہیں حکم نسبت مشترکہ ادائی حصہ پیداوار اجناس مورودی نشان (۲)، مورخہ ۲۲۔ آذر ۱۳۵۲ف میں حسب ذیل مزید ترمیم کی جاتی ہے۔

۔ حکم مذکور کے فقرہ ۱ میں

(الف) الفاظ "حوالہ شدہ اجناس خوردنی" کے بعد الفاظ "بتابعت احکام فقرہ ۱ الف" اضافہ کئے جائیں۔

(ب) عدد و الفاظ "۳۰ بہمن تک" جو الفاظ "حوالہ کرے گی اور" کے بعد درج ہیں حذف کئے جائیں۔

۲۔ حکم مذکور کے فقرہ ۲ میں الفاظ "دستاویزات متذکرہ صدر پیش کریں" کے بعد الفاظ "بتابعت احکام فقرہ ۱ الف" اضافہ کئے جائیں۔

۳۔ حکم مذکور کے فقرہ ۱ کے بعد حسب ذیل فقرہ ۱ الف کا اضافہ کیا جائے۔

۱۔ الف (۱) اگر کسی موضع کے ۷۵ فیصد کاشتکار امداد باہمی غلہ بنک قائم کرنے رضامند ہو جائیں تو بلحاظ اس کے کہ مابقی ۲۵ فیصد کاشتکار رضامند ہوں یا نہ ہوں غلہ بنک قائم کیا جاسکے گا اور حسب فقرہ ۳ موضع کے ہر کاشتکار سے جو غلہ وصول ہو اس میں سے فی من ۳۵ سیر غلہ بہ حصہ پیداوار جمع کرکے اس کی قیمت کاشتکار کو ادا کردی جائے گی اور مابقی ۵ سیر غلہ کاشتکار کے نام پر غلہ بنک میں جمع کیا جائے گا۔

(۲) فقرہ ہذا کے کسی مضمون کی یہ تعبیر نہ کی جاسکے گی کہ غلہ بنک میں جمع شدنی حصہ پیداوار کی ادائی کی حد تک کاشتکار کی ذمہ داری میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے اس پر لازم ہوگا کہ حسب شرح مصرحہ فقرہ ۳ حصہ پیداوار کی پوری مقدار ادا کرے ورنہ یہ متصور ہوگا کہ اس نے حکم ہذا کی خلاف ورزی کی۔

منجانب صدر ناظم و مہتمم رسد

زبان کا مسئلہ اسمبلی میں

(بقیہ صفحہ ...)

[illegible] بھی [illegible] وغیرہ [illegible] کی لکھتے ہیں پھر معلوم نہیں [illegible] کہا جا سکتا ہے [illegible] ہندی [illegible] کو مذہبی طور پر [illegible] خواہ سنسکرت نکلے یا کچھ اور [illegible] ہندی کی [illegible] نسبت [illegible] کو سب والے کہاں [illegible] کے متعلق قول [illegible] ہندی کی [illegible] نہیں تھی۔ وہ [illegible] ہندوستانی [illegible] اس [illegible] ہندی کو کوئی ایک [illegible] ہندوستانی [illegible] ہندی [illegible] آل انڈیا ریڈیو کا حکم [illegible] ریڈیو کے عملے کی نسبت کہا جاتا ہے کہ [illegible] نہیں جانتا۔ چیزوں [illegible] وغیرہ [illegible]

مسٹر [illegible] نے اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستانی جس کی بابت [illegible] ہوتا ہے فارسی آمیز اردو ہے۔ [illegible]

ششی مہاراج [illegible] مولانا [illegible] سرکار [illegible] ہندوستانی [illegible] موجود ہے۔ مسٹر [illegible] نے ہندی کو سنسکرت [illegible] انتخابی اور ساتھ ہی [illegible] فارسی [illegible] دیا جو [illegible] کی تقریر [illegible]

[illegible] نے [illegible] کے ممبر [illegible] کہ وہ [illegible] مسلم لیگ [illegible] زبان کے حق میں [illegible] کی حمایت نہیں کر سکتی [illegible] دونوں ایک [illegible] کی بیٹیاں ہیں [illegible] لوگ اور ان کے ہم خیال [illegible] کی غلامی اور غلط [illegible] جواب دے اور [illegible]

ہندوستان اور سان فرانسسکو

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

کو گھر یلو مسئلہ ہے۔ اسکی خطرہ بھی ہے۔ یہ ایک ایسا امکان ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

برطانوی وزیر خارجہ مسٹر ایڈن نے چند دن قبل سان فرانسسکو میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:۔

"ہم کہاں تک کامیاب ہوں گے اس کا انحصار ان لوگوں پر ہے جو اقتدار رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہیں اقتدار کو ان اصولوں کے مطابق استعمال کرنا چاہئے جو انھوں نے تسلیم کئے ہیں۔"

گزشتہ جنگ عظیم میں ہمارا تجربہ بہت تلخ رہا ہے۔ صلح کے وقت انہی ممالک نے ان اصولوں کو عملاً پامال کیا جو ان کے علمبردار تھے۔ آج کل چار آزادیوں، منشور اوقیانوس اور جمہوریت کا بحث پر چلا ہے۔ لیکن عملاً بین حلقہ اثر، استحصال ایشیاء اور افریقہ کی قوموں پر تسلط جیسے مسائل سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ہندوستان کی آزادی کا مسئلہ ایک ایسی بنیاد ہے جس پر افریقہ اور ایشیا کی آزادی کی عمارت تعمیر ہوگی۔ جب ایک بار ہندوستان کو آزادی مل جائے گی دوسرے ممالک بھی آزاد ہو جائیں گے۔ (اورینٹ ورکلی)

اعلان

نشان (۲۲۷)

موزخہ [illegible] خورداد [illegible]

محکمہ صدر ناظم و معتمد سرکار عالی صیغہ رسد

حسب الحکم عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت قاعدہ ۲۲ ذیلی قاعدہ (۲) قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ [illegible] صدر اعظم بہادر باب حکومت کو حاصل ہیں اعلان محکمہ ہذا نشان (۲۲) مورخہ ۱۹ فروردی [illegible] میں جس کے ذریعہ مویشی گوسفندوں یا بھیڑوں کی بیرون ممالک محروسہ سرکار عالی برآمد پر تحدید عائد کی گئی ہے حسب ذیل ترمیم کی جاتی ہے۔

۱۔ اعلان مذکور کے دوسرے فقرہ میں الفاظ "مویشی گوسفندوں یا بھیڑوں" کے بعد الفاظ "یا ان کے گوشت" اضافہ کئے جائیں۔

۲۔ اعلان مذکور کے آخری فقرہ میں الفاظ "مویشی گوسفندوں یا بھیڑوں کو" جن کے حذف کئے جائیں اور ان کے بجائے الفاظ "مویشی گوسفندوں یا بھیڑوں یا ان کے گوشت کو" جن کے درج کئے جائیں۔

اس ترمیم کی وجہ سے مویشی گوسفندوں یا بھیڑوں کا گوشت بھی بیرون ممالک محروسہ سرکار عالی برآمد نہیں کیا جاسکتا۔

منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

اشتہار

مرتبہ محکمہ اول تعلقدار ضلع پربھنی

واقع خورداد [illegible]

باجلاس مولوی مرزا محمد مہدی اول تعلقدار ضلع پربھنی

مقدمہ

شیو چند فوت وارث [illegible] وغیرہ بنام [illegible] تصفیہ [illegible]

بنام:۔ شیخ کریم ولد شیخ محبوب فوت قائم مقام دختر نوری زوجہ محمد علی قوم مسلمان عمر ۳۵ سالہ پیشہ خانہ داری ساکن سل بورہ تعلقہ کلم نوری

ہرگاہ مقدمہ مذکور میں مشتہر کیا جاتا ہے کہ تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن جاری کئے گئے تھے لیکن تم حاضر محکمہ ہذا نہ ہوئیں۔ اب تاریخ مقررہ [illegible] (۱۱) بجے حاضر محکمہ ہذا ہو کر جوابدہی و پیروی کرو ورنہ حسب ضابطہ کارروائی ہوگی۔ پھر کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔

مشتہر محکمہ

تعلقدار

روس اور جاپان کے معاہدہ کی تنسیخ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۲)

چین اور جنوبی ایشیا کے ذخائر کی مدد سے سوویت یونین پر حملہ کریں گے۔

لیکن جاپان کے یہ سارے منصوبے خاک میں مل گئے سوویت یونین کے بجائے جنگ کو شکست ہوئی اور کمزور ممالک میں ابتدائی فتوحات کے بعد اب اسے بھی پے در پے شکست نصیب ہو رہی ہے۔ اگرچہ اتحادی ابھی تک بعض کمزور پہلو رکھتے ہیں مگر وہ جاپان کے حق میں مفید ثابت نہیں ہو سکتے۔ اصلی کمزوری تو یہ ہے کہ چین کی قوت عملوں میں کمل استعمال نہیں ہے جس کی وجہ سے چین جاپان کے خلاف اپنی پوری طاقت استعمال کرنے سے معذور ہے اور وہ ان علاقوں میں وہ آزاد جمہوری ریاستیں قائم کرنے کے حق میں ہیں۔ جاپانی فاشزم اتحادیوں کی قوتیں دو کر دیں یعنی ہر طرف سے نکار جنگ کو طول دینا چاہتی ہے۔ ایسی صورت میں سوویت یونین کا غیر جانبداری کے معاہدے کو منسوخ

رو دنیا ایشیا کے مستقبل کے لئے دور رس نتائج پیدا کرے گا۔

کاشتکاروں کی دلچسپی کے چند مسائل

بقیہ سلسلہ صفحہ (۸)

صرف اس حد تک پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنی پیداوار صرف حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے ہاتھ فروخت کریں۔

اس اعلان کے ذریعہ دہان اور دیہاتوں کی سرحدی حدود موضع منتقل بھی ممنوع قرار دی گئی ہے۔ البتہ اگر کوئی کاشتکار ایک موضع میں رہتا ہو اور دوسرے موضع میں کاشت کرتا ہو تو وہ پٹیل پٹواری کو اطلاع دے کر اپنی پیداوار کو اپنے موضع میں منتقل کر سکتا ہے نیز دہان کا بھوسہ نکالنے اور صاف کرنے کی غرض سے بھی منتقل مل میں کی جا سکتی ہے لیکن دہان لیجاتے وقت اور پھر صاف کرا کر واپس لاتے وقت پٹیل پٹواری کو اطلاع دینا لازمی ہے۔ ان صورتوں کے سوائے کسی اور صورت میں بلا اجازت [illegible] منتقل کی جا سکتی [illegible]

چارچہ جات

ایف ۔ ڈی ۔ خان اینڈ کمپنی

محی الدین بلڈنگ حیدرآباد دکن

فون نمبر ۲۳۶

مسائل حاضرہ پر منتخب کتابیں

جنگ اور اغذیہ ۔ (از ڈاکٹر اقبال قریشی) ۵ر

مسئلہ غذا اور قیمتوں پر گرانی (از نسبت اللہ) (ریت) ۔ عہ

ہندوستان پر جنگ کے اثرات (از محمد احمد خاں) ۳ر

جنگ اور مسئلہ غذا (از شفیق الرحمن) ۲ر

حیدرآباد کی قیمتوں پر جنگ کے اثرات (از نظام الدین احمد) ۳ر

حیدرآباد اور قیمتوں پر گرانی (از محمد عبد الماجد) ۔

غذا اور قیمتوں پر گرانی ۔

حکومت اور گرانی کا مسئلہ (از امتیاز حسین خاں)

مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد

مہاراجہ جنبیل ہیر آئیل

طلائی تمغہ یافتہ

بالوں کو بڑھاتا ہے سفیدی کو روکتا ہے

دماغ کو قوت آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے

اور فرحت بخشتا ہے قیمت

چھوٹی شیشی عمہ بڑی شیشی ۱۲ر

بھگوان اینڈ کمپنی گلزار حوض حیدرآباد

سلسلہ مطبوعات انجمن طیلسانین عثمانیہ

۱۔ عہد ابراہیم عادل شاہ ثانی کے متوالیان سیاست سید علی محسن ایم اے عثمانیہ ۱ر

۲۔ سلطان احمد شاہ بہمنی نصیر احمد ایم اے ۔ عہ

۳۔ امام غزالی کے کلامی خصوصیات محمد عبد الغوث محبوب نجمی ۱ر

۴۔ ہندوستان کی معاشی تحقیق محمد ناصر علی ایم اے ۔ عہ

۵۔ دربار اودھ کا اثر لکھنؤ کی شاعری پر محمد اعظم ایم اے ۔ ۱ر

۶۔ معاشیات کی ابجد ۔ محمد ناصر علی ۔ ۔ ۱ر

۷۔ عہد سعادت اور حیدرآباد محمد مرتضیٰ علی خاں ۔ ۔ عہ

۸۔ بلدیہ سے تعمیر تک محمد فاروق بی اے ۔ ۳ر

۹۔ دور انگلش ۔ نظیر حسین آفندی ایم ایس سی ۳ر

۱۰۔ معاشی محاصل ان کے اقسام اور نوعیت محمد فاروق بی اے ۔ ۲ر

۱۱۔ اسلام کے معاشی نظریے محمد یوسف الدین ایم اے ۱ر

ملنے کا پتہ :۔

دفتر مجلس طیلسانین عثمانیہ

نمائش گاہ باغ عامہ حیدرآباد دکن

تاج محل

ہیر ڈریسنگ سیلون

لیڈیز اینڈ جنٹس

روبرو دواخانہ ڈاکٹر گوکل ترپ بازار

ہندوستان کے بہترین ٹائیلٹ

نائیلا

نائیلا کریم ، اسنو ، برلین ٹامین ،

آملہ ہیر آئیل ، لیونڈر استعمال کیجیے

سول ایجنٹ :۔

ریڈیو اینڈ ٹاکی ہوز

روبرو حیدرآباد اسٹیٹ بنک

فون نمبر ۳۲۷

خزانہ عامرہ کی موٹر پر

بنارسی مال

کا مخزن

رام بخش جے چند (لاڈبازار)

بیوپاریوں اور آفیسروں پر سپلائی کرنے والا

مدیر نے عابد پریس عابد بازار میں طبع ہو کر دفتر مکتب ساینچہ توپ سے شائع ہوا ۔